قال عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ:

”من عمل عملاً، کساہ اللّٰہ رداء ہ

إن خیرًا فخیر وإن شرًا فشر“.

(مصنف ابن أبی شیبة (ح: ۳۵٤۲۰)

شہادتین کے وقت انگوٹھا چومنا

اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے:

سوال: اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھوں کو بوسہ دینا کیسا ہے، جو شخص اس سے منع کرے اس کی اقتدا نماز میں جائز ہے یا نہیں اور جو انگوٹھوں کو بوسہ نہ دے وہ گنہگار رہے یا نہ؟ اگر بوسہ دینا مستحب یا سنت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟

الجواب

استحباب تقبیل ابہامین کی دلیل، شامی کی یہ عبارت ہے:

یستحب أن یقال عند سماع الأولیٰ من الشهادتین "صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" وعند الثانیة منها" قَرَّتْ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" ثم یقول" اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ "بعد وضع ظفری الإبهامین علی العینین فإنه علیه السلام یکون قائدًا له إلی الجنة، کذا فی کنز العباد، قهستانی، ونحوه فی الفتاویٰ الصوفیة، وفی کتاب الفردوس: من قبّل ظفری إبهامیه عند سماع "أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه" فی الأذان أنا قائده ومدخله فی صفوف الجنة. وتمامه فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی. وذکر ذلک الجراحی وأطال، ثم قال: ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیء. (رد المحتار: ۲٦۷/۱، باب الأذان)(۱)

آخر عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ مرفوع حدیث صحیح اس بارے میں نہیں ہے، غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے، مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس فعل کو مسنون نہ سمجھے۔ (کذا فی الدر المختار)(۲)

پس چونکہ بعض عوام کو اس میں غلو ہو گیا اور اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک پر طعن وملامت کرتے ہیں۔ اس لئے ترک اس کا علماء محققین احوط سمجھتے ہیں اور وہ شخص گناہ گار نہیں۔ اقتدا اس کی درست ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱۰٦/۲-۱۰۷)☆

(۱) مطلب فی کراهة تکرار الجماعة، تتمة، انیس

(۲) {فائدة} شرط العمل بالحدیث الضعیف عدم شدة ضعفه، وأن یدخل تحت أصل عام وأن لا یعتقد سنیة ذلک الحدیث. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، سنن الوضوء، مطلب فی بیان ارتقاء الحدیث الضعیف إلی مرتبة الحسن: ۱۲۸/۱، دار الفکر بیروت)

==

''محمد رسول اللّٰہ'' پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے:

سوال: ''أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه''، سن کر ''قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ'' کہہ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب

بعض فقہا نے لکھا ہے کہ ''أشهد أن محمداً رسول اللّٰه''، سن کر '' قَرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ'' کہنا

== قال ابن مفلح في الآداب الكبرىٰ قطع غير واحد ممن صنف في علوم الحديث حكاية عن العلماء أنه يعمل بالحديث الضعيف فيماليس تحليلاً ولاتحريماً كالفضائل. (التحبير شرح التحرير: ١٩٤٥/٤)

لقد اختلف العلماء في الاحتجاج بالحديث الضعيف، والحق أن الحديث الضعيف يحتج به في فضائل الأعمال والترغيب والترهيب - مالم يكن موضوعاً - ولايحتج به إلابشروط هي كما يلي:

الشرط الأول: ألايكون الضعف شديداً فيخرج عن هذا من انفرد من الكذابين، والمتهمين بالكذب ومن فحش غلطه.

الشرط الثاني: أن يندرج تحت أصل معمول به.

الشرط الثالث: ألايعتقد - عندالعمل به - ثبوته ؛لئلا ينسب إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مالم يقله، بل يعتقدالاحتياط .

وأماالأحكام كالحلال والحرام والبيع والنكاح والطلاق ونحو ذلك فلايعمل فيهاإلابالحديث الصحيح أوالحسن فقط. (المهذب في علم أصول الفقه المقارن، المطلب الخامس في الخبر الواحد: ٨٣٩/٢. انيس)

☆ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا:

سوال: اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور ''قرة عيني بك يارسول اللّٰه'' پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

علامہ شامیؒ نے کنز العبادؒ سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے، پھر جراحیؒ سے نقل کیا ہے:

''ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء''. (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ٣٧٠/١، ظفير)

اور نہیں صحیح ہے مرفوع حدیث میں اس میں سے کچھ۔

اس سے معلوم ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا صحیح نہیں ہے، چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام و مطعون کرتے ہیں۔ اس لئے اب اس کو علمائے محققین نے متروک کر دیا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۹۰/۲)

مستحب ہے، اور بعض روایات اس بارہ میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہیں، اور قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ عمل ثابت نہیں ہے، پس ترک اس کا احوط ہے، بوقتِ اذان جو کلمات منقول ہیں، اس کو معمول بہ بنانا چاہئے ''**إحداث في الدين**''(١) نہ کرے۔ فقط

جواب صحیح ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ بعض احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں، قطع نظر صحتِ سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔

ایک یہ کہ! ان روایات میں یہ عمل بطور علاج وحفاظتِ رمد کے آیا ہے، جو ایک امر دنیوی ہے، اس میں کوئی فضیلت وثواب وغیرہ نہیں اور اب لوگ اس کو ثواب وتعظیم نبوی، کہ امر دینی ہے، سمجھ کر کرتے ہیں، اور تداوی کو عبادت سمجھنا بدعت ہے۔ (٢) اس لئے یہ اس اعتقاد سے بدعت ہوگا۔

دوم یہ کہ! کرنے والے اس کا التزام عملی واعتقادی کرتے ہیں اور تارک کو مطعون سمجھتے ہیں۔ (٣) فقط

کتبہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۱۲۵-۱۲۶)

---

(١) عـن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد''. (الصحيح لمسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور. رقم الحديث: ١٧١٨)

قال أهل العربية الرد هٰهنا بمعنى المردود ومعناه فهو باطل غير معتد به وهذا الحديث قاعدة عظيمة من قواعد الإسلام وهو من جوامع كلمه صلى الله عليه وسلم فإنه صريح في رد كل البدع والمخترعات. (شرح النووي لمسلم، باب نقض الأحكام الباطلة، الخ: ١٢/١٦. انيس)

(٢) وأما إن لم يثبت انحتام الدفع فيمكن اعتبار جهة التسليط والابتلاء وأن ذلك الشاق مرسل من المسلط المبلي فيستسلم العبد للقضاء ولذلك لما لم يكن التداوي محتمًّا، تركه كثير من السلف الصالح وأذن عليه الصلاة والسلام في البقاء على حكم المرض كما في حديث السوداء المجنونة التي سألت النبي صلى الله عليه وسلم أن يدعو لها، فخيرها في الأجر مع البقاء على حالتها أو زوال ذلك، وكما في الحديث: ''ولا يكتوون وعلى ربهم يتوكلون''. ويمكن اعتبار جهة الحظ بمقتضى الإذن ويتأيد بالندب كما في التداوي حيث قال عليه الصلاة والسلام: ''تداووا فإن الذي أنزل الداء أنزل الدواء''، وأما إن ثبتت الاباحة فالأمر أظهر. (الموافقات للشاطبي، النوع الثاني في بيان قصد الشارع ...: ٢/٢٦٢. انيس)

(٣) قال العلامة الحلبي: كل مباح يؤدي إليه (أي إلى اعتقاد الجهلة سنيتها) فمكروه. (غنية المستملي المعروف بالكبيري، فصل في مسائل شتٰى: ٥٦٩. انيس)

في الشامي: ١/٢٩٣، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة (تتمة):

يستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ''، وعند الثانية منها ''قُرَّتُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ'' (إلى قوله) وذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شئ، الخ. (محمد جميل الرحمن غفرله)

اذان واقامت میں شہادتین پر انگلیوں کو چومنا:

سوال: اذان یا اقامت یا دوسرے اوقات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگلیوں کو چومنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

شرعاً یہ ثابت نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۔۵/۱۲/۱۳۷۰ھ ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۱۱۹)

شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے:

سوال: پنجابی زبان میں ایک کتاب ہے، جس کا نام پکی روٹی کلاں ہے، اس میں تقبیل ابہامین وقت اذان نزدیک سننے " أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه" کے متعلق حدیث لکھی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی وقت شہادت دے نونہہ دائیں انگوٹھیاں دے اے اکھیں دے رکھیں دے رکھدا اتے چمدا اتے پڑھدا "قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" حق تعالیٰ گناہ اسدے بخشیندا اہے اوسیدیاں اکھیں کدی درد کرسن اتے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لے دڑساں اسنوں طرف بہشت دے، جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہئے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

تقبیل ابہامین کا کوئی پختہ ثبوت نہیں؛ اس لیے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے، البتہ بعض لوگ اس کو بیماری چشم سے محفوظ رہنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مثل دیگر عملیات وتعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہوگا؛ مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن، یا ملامت نہ کی جائے، جو اس عمل کو کرے کرے، جو نہ کرے، نہ کرے۔(۲) فقط (کفایت المفتی:۳/۵۷)

(۱-۲) "ذكر ذلك الجراحي وأطال، ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء". (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ۱/۳۹۸، ط: سعيد كمپنى)

وحكى الشمس محمد صالح المدني إمامها وخطيبها في تاريخه عن المجد - أحد القدماء من المصريين - أنه سمعه يقول: من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره في الأذان، وجمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد أبداً، ثم قال ابن صالح المذكور: وسمعت ذلك أيضاً من الفقيه محمد بن الزرندي عن بعض شيوخ العراق أو العجم أنه يقول عندما يمسح عينيه: "صلى الله عليك يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي يا نور بصري يا قرة عيني"، وقال لي كل منهما: منذ فعلته لم ترمد عيني، قال ابن صالح: وأنا ولله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني، وأرجو أن عافيتهما تدوم، وإني أسلم من العمى إن شاء الله تعالىٰ. ==

سوال مثل بالا وجواب دیگر:

سوال: اذان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے، یا نہیں؟ اور بشرط ثبوت تارک قابل ملامت ہے، یا نہیں؟

الجواب

اذان میں کلمہ "أشهد أن محمدًا رسول الله" سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے، اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے، بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی بیماری سے محفوظ رہنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوگی۔ اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے، کیونکہ عملیات اور تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں، ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے اور تعویذ باندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ باندھے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جواب دیگر: تقبیل ابہامین بحیثیت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں، ہاں ایک رقیہ کی حیثیت سے بعض بزرگوں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہیں تو بحیثیت رقیہ کے کوئی کرے کرے اور نہ کرے تو مورد الزام نہیں ہوسکتا۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۳/۵۷-۵۸) ☆

== قال وروى عن الفقيه أبي الحسن علي بن محمد: من قال: حين يسمع المؤذن يقول: "أشهد أن محمداً رسول الله" مرحباًبحبيبي وقرة عيني محمد بن عبدالله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه؛ لم يعم ولم يرمد.

ونقل عن الطاؤوسي أنه سمع من محمدبن أبي نصر البخاري حديثاً: من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري إبهاميه ومسحهماعلى عينيه، وقال عند المسح: اللّٰهم احفظ حدقتي ونورهمابركة حدقتي محمد صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم. ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء. (كشف الخفاء، ت: هنداوي، حرف الميم: ٢/٢٤٤، كذا في المقاصد الحسنة، حرف الميم: ١/٦٠٦. انيس)

(١-٢) ذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء. (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ١/٣٩٨، ط: سعيد كمپنى)

حديث: "من قال حين يسمع أشهد أن محمداًرسول الله مرحباًبحبيبي وقرة عيني محمدبن عبدالله ثم يقبل إبهاميه ويجعلهماعلى عينيه لم يعم ولم يرمدأبداً" قال في التذكرة: لايصح. (الفوائدالمجموعة في الأحاديث الموضوعة، كتاب الصلاة: ١/٢٠، ح: ١٩. انيس) ==

== ☆ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا:

سوال: اذان کے وقت "أشهد أن محمدًا رسول الله" پر لوگ اکثر انگوٹھے چوم کر کے آنکھوں پر لگاتے ہیں، تو یہ جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کو بالتشریح تحریر کیجئے گا؟

(المستفتی نمبر:۱۱۷۳، عبدالرزاق صاحب (ضلع میدنی پور) ۲۰/جمادی الثانیہ ۱۳۵۵ھ، م ۸/ستمبر ۱۹۳۶ء)

الجواب

انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر لگانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ (رد المحتار، باب الأذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة، تتمة: ۳۹۸/۱، ط: سعید کمپنی)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۵۱/۳)

شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں:

سوال: جب مؤذن اذان دیتا ہے تو سننے والا "أشهد أن محمدًا رسول الله" پر دونوں انگشت چوم کر آنکھوں پر رکھتا ہے تو کیا یہ گناہ ہے یا ثواب؟

الجواب

شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں۔ (رد المحتار، باب الأذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة، تتمة: ۳۹۸/۱، ط: سعید کمپنی) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۵۴/۳)

ایضاً:

سوال: بے شک حدیث صدیق اکبرؓ موضوع ہے؛ لیکن شامی نے لکھا ہے کہ "تقبيل ظفر إبهامين عند استماع اسمه صلى الله عليه وسلم عند الأذان" جائز ہے۔

الجواب

شامی نے اس مسئلے کو قہستانی سے اور قہستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے، نیز شامی نے فتاویٰ صوفیہ کا حوالہ دیا ہے، کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ دونوں قابل فتویٰ دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت، یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے اور اس کے تارک کو ملامت، یا طعن کرنا مذموم، زیادہ سے زیادہ اس کو بطور علاج رمد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کرے، تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہوسکتا ہے، اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں۔ (رد المحتار، باب الأذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة، تتمة: ۳۹۸/۱، ط: سعید کمپنی) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۴۷/۳) ==

تکبیر میں شہادتین پرانگوٹھا چومنا:

سوال: اگر کوئی شخص ایک اذان صرف فجر کی دیتا ہو اور اقامت نہ کہتا ہو اور روزانہ کا معمول بنالیا ہو، اس خیال سے کہ ہمیں "حی علی الصلوٰۃ" پر کھڑا ہونا ہے، اس سے پہلے "أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ" پر ہاتھوں کو آنکھوں پر لگا کر چومنا ہے۔ یہ مسئلہ اسلامی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟

ھو المصوب

شخص مذکور کو اذان دینا چاہئے اور کھڑے ہو کر اقامت بھی کہنا چاہئے، بیٹھنا لازم نہیں ہے۔

والأفضل أن يكون المؤذن هو المقيم. (۱)

اور اس سلسلہ میں حدیث بھی ہے:

"من أذن فهويقيم". (۲)

== اذان میں کلمۂ شہادت پر انگلیوں کو چومنا:

سوال(۱) اذان کے وقت جب "أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ" کہا گیا، تو سب نے انگلیاں چوم کر آنکھوں سے لگائیں؟

(۲) اذان کے تھوڑی دیر بعد، درود شریف بآواز بلند ایک صاحب نے پڑھا۔

ھو المصوب

(۱) آشوب چشم کے لئے یہ عمل بزرگوں سے منقول ہے، یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ (ذكر ذلك الجراحي و أطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء. (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ۶۸/۲)

(۲) درود شریف پڑھنا باعث ثواب وبرکت ہے، اذان کے بعد لازم ومتعین طور پر پڑھنا بدعت ہے۔ ("من أحدث في أمرنا هذا فهورد". (الصحيح لمسلم، كتاب الأقضية، باب بيان نقض الأحكام الباطلة ومحدثات الأمور. رقم الحديث: ۱۷۱۸)/(والبدعة بالكسر: الحدث في الدين بعد الإكمال، أوماأحدث بعدالنبي صلى اللّٰه عليه وسلم من الأهواء والأعمال. (القاموس المحيط، فصل الباء: ۷۰۲/۱-انيس)

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۷۲/۱)

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۵۴/۱، الفصل الالأول في صفة الأذان وأحوال المؤذن.

وينبغي أن كون المؤذن والمقيم واحداً لما روى زياد بن الحارث الصدائي قال أمرني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن يؤذن في صلاة الفجر فأرادبلال أن يقيم فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن أخاصداء قدأذن ومن أذن فهو يقيم، الخ. (رسائل الأركان، فصل في الأذان: ۶۶، المطبع العلوي لكناؤ. انيس)

(۲) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء أن من أذن فهويقيم. رقم الحديث: ۱۹۹-(وكذا في المصنف لعبدالرزاق الصنعاني، باب من أذن فهويقيم (ح: ۱۸۳۳)/سنن أبي داؤد، باب رفع الصوت بالأذان (ح: ۵۱۴) انيس)

انگوٹھے کو چومنا سنت سمجھ کر اس طرح کرنا درست نہیں ہے اور چونکہ اکثر لوگ اس کو سنت سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کولعن طعن کرتے ہیں، اس لئے اس کی اجازت نہیں ہے۔

علامہ شامیؒ نے جراحیؒ سے نقل کیا ہے:

"ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء". (۱)

لہٰذا احادیث مرفوع سے اس طرح کرنا صحیح نہیں ہوا۔ بہتر یہی ہے کہ پہلے ہی سے کھڑے ہو کر صفوں کو سیدھا کر لیا جائے اور پھر امام کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ اقامت مکمل ہونے کے بعد ہی تکبیر تحریمہ (تکبیر اولیٰ) باندھے۔

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲/ ۳۷۲-۳۷۳)

بوقت اذان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر ناخنوں کو آنکھوں سے لگانا:

سوال: اذان کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو آنکھوں سے لگانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

بعض فقہا نے اس کو مستحب قرار دیا اور اس سلسلہ میں حدیث بھی نقل کر دی؛ مگر وہ صحیح نہیں اور امر مستحب میں کرنے والا اور چھوڑنے والا کوئی بھی مستحق ملامت نہیں ہوا کرتا۔

جامع الرموز میں ہے:

"اعلم أنه يستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة"صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" و عند سماع الثانية منها "قُرَّتْ عَيْنِيْ بِکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"، ثم يقال "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" بعد وضع ظفرى الإبهامين على العينين فإنه صلى اللّٰه عليه وسلم يكون قائدًا له إلى الجنة، كذا في كنز العباد، انتهٰى (۲) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ اردو: ۲۰۱)

اذان واقامت میں نام مبارک پر انگوٹھے چومنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت میں کہ جس وقت مؤذن اقامت میں " **أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه**" بولے تو سننے والا دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر رکھے، یا نہیں؟ اگر رکھنا ہے تو آیا جائز آیا

(۱) رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ۶۸/۲ ۔(كشف الخفاء للجراحي، ت: هنداوي، حرف الميم: ۲۴۴/۲ /و كذا في المقاصد الحسنة، حرف الميم: ۶۰۶/۱. انيس)

(۲) جامع الرموز، كتاب الصلاة، فصل الأذان: ۷۰، ط: مظهر العجائب كلكته. انيس

مستحب آیا واجب آیا فرض ہے، اور جو شخص اس کا مانع ہووے، اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر نہیں رکھتا ہے تو آیا مکروہ تحریمہ آیا حرام ہے؟ اور مرتکب اس فعل کا ہووے اور اس کا جو حکم کرے، اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔ جدید یہ کہ اذان پر قیاس کر کے تحریر نہ فرماویں؛ بلکہ درصورت جواز، یا عدم جواز کسی کتاب معتبر سے عبارت نقل کر کے تحریر فرماویں؟

الجواب

اول تو اذان ہی میں انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور جو کچھ بعضے لوگوں نے اس بارہ میں روایت کیا ہے، وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں، چناں چہ شامی بعد نقل عبارت کے لکھتے ہیں:

وذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء، انتہٰی. (٢٦٧/١)(١)

مگر اقامت میں کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہیں، پس اقامت میں انگوٹھے چومنا اذان کے وقت چومنے سے بھی زیادہ بدعت اور بے اصل ہے۔ اسی واسطے فقہا نے اس کا بالکل انکار کیا ہے۔

یہ عبارت شامی کی ہے: **ونقل بعضهم أن القهستاني كتب علىٰ هامش نسخته أن هذا مختص بالأذان وأما في الإقامة فلم يوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع.** (٢٦٧:/١)(٢)☆

۵/محرم الحرام ۱۳۰۱ھ (امداد: ۵۷/۴) (امداد الفتاویٰ: ۲۵۹/۵)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیتے وقت دونوں انگوٹھوں کے ناخن کو چومنا:

سوال: تقبیل الابہامین یعنی بوقت کہنے مؤذن کے "**أشهد أن محمدًا رسول الله**" بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناخن دونوں انگوٹھوں کے چوم کر آنکھوں پر رکھنے بدعت ہیں یا سنت؟ اگر اس کی کوئی اصل ہو تو وہ حدیث، یا اثر جس قدر تعداد میں ذہن مبارک میں ہوں بقید نام کتاب حدیث باب وفصل وصفحہ مرقوم فرما کر ممنون ومشکور فرماویں،

(١-٢) رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ٣٩٨/١، ط: سعيد كمپني، انيس

☆ **"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہنے پر ہاتھ چومنا:**

سوال: اذان کے وقت **محمد رسول الله** کہنے پر ہاتھ چومنا کیسا ہے؟ ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ آنکھوں میں لگانے سے دکھتی نہیں؟

الجواب

اذان کے وقت جو عادت ہے، انگوٹھوں کے چومنے کی یہ فی نفسہ آشوب چشم کا عمل تھا، لیکن لوگ اس کو ثواب اور تعظیم اسم مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر کرتے ہیں، اس لیے بدعت ہے اور اگر اعتقاد نہ ہو، تو دوسرے کو شبہ پڑے گا، اس لیے درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

۴/ربیع الاول ۱۳۲۴ھ (امداد: ۸۴/۴)۔ (امداد الفتاوی: ۲۵۹/۵-۲۶۰)

ایک دفعہ کسی صاحب نے اس کے متعلق دو حدیثیں دو کتابوں سے پیش کی تھیں، اگرچہ ضعیف تھیں؛ لیکن کتابیں یاد نہیں رہیں، اللہ جواب سے جلدی سرفرازی عطا فرماویں۔ **والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ.**

نیز اگر وہ حدیثیں ضعیف ہوں تو ارشاد ہو کہ ان پر عمل کرنے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب

مقاصد حسنہ سخاوی میں ان روایات کی تحقیق ہے، ان کا مضمون صرف یہ ہے کہ یہ عمل ہے رمد؛ یعنی آشوب چشم کا؛ مگر اب لوگ اس کو دین سمجھ کر کرتے ہیں تو بدعت ہونا ظاہر ہے اور صحیح نیت پر بھی تشبہ ہے اہل بدعت کے ساتھ؛ اس لیے ترک لازم ہے۔(۱)

۱۹/ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ (تتمہ خامسہ، ص: ۸۳) (امداد الفتاویٰ: ۲۶۰/۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا کیسا ہے:

سوال: ---- احمد آباد سے شائع ہونے والے ماہنامے طیبہ (گجراتی) کے اگست ۱۹۶۰ء کے شمارے کے ایک فتوے کی نقل ارسال خدمت ہے، جس میں مرقوم ہے کہ بہت سے علماء ایسے ہیں جو فقہ حنفی پر عامل نہیں ہیں اور اس کے باوجود خود کو حنفی جتلاتے ہیں اور ناواقف مسلمانوں کو غلط راہ پر لے جاتے ہیں، یہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک لیتے وقت خصوصا اذان کے وقت انگوٹھے چومنا بدعت ہے، جو لوگ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کو بیان کرتے ہیں، انہیں یہ علماء بدعتی کہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ انگوٹھے چومنے کے ثبوت میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ ٹھیک ہیں، یا نہیں؟ اور انگوٹھے چومنا سنت ٹھیرایا ہے، وہ ٹھیک ہے، یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت کریں؟

الجواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پڑھ کر، یا سن کر درود شریف پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس میں سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تعظیم بھی ہے، ایک مجلس میں کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پڑھا جائے

(۱) عن عبدالله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، باب في لبس الشهرة (ح: ٤٠٣١)/وقدأخرجه البزار في مسنده (ح: ٢٩٦٦) والطبراني في الأوسط (ح: ٨٣٢٧) عن حذيفة بن اليمان. انيس)

قال الإمام الصنعاني: هذا الحديث دال على أن من تشبه بالفساق كان منهم، أو الكفار، أو المبتدعة في أي شيء مما يختصون. (فتح العلي الحميد في شرح كتاب مفيد المستفيد في كفر تارك التوحيد، تفسير قوله: من تشبه بقوم فهو منهم: ٨٧/١. انيس)

یا سنا جائے تو اس کے لئے فتویٰ یہ ہے کہ ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا مستحب اور کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ (درمختار وشامی: ۴۸۱/۱) (۱) مگر اس وقت انگوٹھے چومنے کے متعلق کوئی صحیح، یا ضعیف حدیث وارد نہیں ہے، لہذا نام مبارک لے کر، یا سن کر انگوٹھے چومنے کو حدیث سے ثابت ماننا اور مسنون سمجھنا، اور اس کو آپ کی تعظیم ٹھہرانا غلط اور بے دلیل ہے، یہ بدعتیوں کی ایجاد ہے، اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد". (صحيح البخاري، پ: ۱۰ : ۳۷۱/۱ / ومسلم: ۷۷/۲) (۲)

(یعنی) "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالی کہ جو دین میں داخل نہیں ہے تو وہ نا قابل تسلیم ہے"۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشاد ہے:

"من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو ردٌ". (مسلم: ۷۷/۲) (۳)

(یعنی: جو شخص ایسا کام کرے، جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی جو ہمارے طریقہ پر نہ ہو) وہ (قابل) رد ہے۔)

نیز اذان واقامت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے کے ناخن چومنا ہے اور آنکھوں پر رکھنا اس فعل کو سنت سمجھا اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تصور کرنا اور اس کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تعظیم وعزت ٹھیرالینا اور حنفی ہونے کی علامت بتلانا اور نہ چومنے والے کو لعن طعن اور ملامت کے قابل سمجھنا، یہ بھی غلط ہے اور دین میں تحریف (ردوبدل) کرنے کے مانند ہے، اتنی بات درست ہے کہ بعض علما نے کچھ ایسی حدیثوں کی بنا پر جن کو علماء محققین نے ضعیف قرار دیا ہے یہ جائز اور بعض نے اس کو مستحب قرار دیا ہے کہ اذان میں جب نام نامی آئے تو انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھے؛ مگر یہ بھی آنکھ کی بیماری کے عمل اور علاج کے طور پر ہے، عبادت اور سنت مقصودہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص تعظیم اور عظمت کے لئے نہیں۔ (مقاصد حسنہ وغیرہ)

(مولانا احمد رضا خاں کا فتویٰ بھی یہی بتلا رہا ہے، جو آگے تحریر ہے)۔

لیکن اب صورت یہ ہے کہ لوگ اس کو آپ کی خاص تعظیم اور دین وسنت مقصودہ سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو لعن طعن کرتے ہیں اور حقیقت کے خلاف اور اہل سنت سے خارج تصور کرتے ہیں، یہ تمام باتیں غلط ہیں اور ان کی بنا پر

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في وجوب الصلاة عليه كلما ذكر عليه السلام: ۵۱٦/۱، دار الفكر بيروت. انيس

(۲) الصحيح للبخاري، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود (ح: ۲٦۹۷) / الصحيح لمسلم، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور (ح: ۱۷۱۸) انيس

(۳) الصحيح لمسلم، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور (ح: ۱۷۱۸) / مسند الإمام أحمد، مسند الصديقة عائشة (ح: ۲۵٤۷۲) / الصحيح للبخاري، كتاب البيوع، باب النجش (ح: ۲۱۳۰) انيس

یہی ضروری ہے کہ ایسا نہ کیا جائے اور اس عمل کو ترک کر دیا جائے، فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ مستحب کو جب اپنے مرتبہ (درجہ) سے بڑھا دیا جاتا ہے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

"**واستنبط منه أن المندوب ربما ينقلب مكروهًا إذا خيف أن يرفع عن رتبته**". (مجمع البحار: ٢/٢٤٤)(١)

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے کہ!

"**قال ابن المنير: إن المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن مرتبتها لأن التيامن مستحب في كل شيء من أمور العبادة لكن لما خشي ابن مسعود أن يعتقدوا وجوبه أشار إلى كراهته والله أعلم.** (فتح الباری: ٢/٢٨١)(٢)

(یعنی: مستحبات مکروہات بن جاتے ہیں، جب کہ انہیں اپنے اصلی مرتبہ سے بڑھا دیا جاتا ہے (مثال ملاحظہ ہو) ہر نیکی کے کام میں دائیں جانب سے ابتدا کرنا مستحب ہے؛ لیکن حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اپنے زمانے میں اس کا بے حد اہتمام دیکھا، تو اس کو مکروہ فرما دیا، کیونکہ ان کو خطرہ ہوا کہ لوگ اس مستحب کو واجب سمجھنے لگیں گے۔)

بعض فقہا نے اپنے زمانہ میں ایام بیض (ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندھویں) کے روزوں کے متعلق کراہت کا فتویٰ دیا، کیونکہ ان کے زمانہ میں ان روزوں کا عام رواج ایسا ہو گیا تھا کہ خطرہ ہوا کہ لوگ واجب سمجھنے لگیں گے، حالانکہ ایام بیض کے روزے مستحب ہیں، ان کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔

"**وكل مباح أدى إلى هذا فهومكروه حتى أفتى بعض الفقهاء حين شاع صوم أيام البيض في زمانه بكراهته لئلا يؤدي إلى اعتقاد الواجب مع أن صوم أيام البيض مستحبة ورد فيه أخبار كثيرة فماظنك بالمباح وماظنك بالمكروه**". (مجالس الأبرار: ٥/٢٩٩)

اس درجہ کی حدیث انگوٹھے چومنے کے متعلق کوئی پیش نہیں کر سکتا۔

اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کے متعلق جو احادیث اور روایات آئی ہیں، وہ مسند الفردوس دیلمی کے حوالے سے "**موضوعات کبیر**" اور "**تذکرة الموضوعات**" اور "**الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة**" وغیرہ میں منقول ہیں۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ملا علی قاری علیہ الرحمہ مذکورہ روایات کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ:

"**لا يصح**". (موضوعات کبیر: ٧٥) (یعنی روایات صحیح نہیں ہے۔)

(١) مجمع بحار الأنوار، صرف: ٣/٣١٥، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية. انیس

(٢) فتح الباری لابن حجر، باب الانفتال والانصراف عن اليمين: ٢/٣٣٨.

القسم الرابع: بدع مكروهة، وهي ماتناولته أدلة الكراهة من الشريعة وقواعدها كتخصيص أيام أوغيرهامن العبادات ... ومن هذاالباب الزيادة في المندوبات المحدودات كما ورد في التسبيح عقيب الصلاة ثلاثة وثلاثين فيفعل مائة، الخ. (الفروق للقرافي، الفرق بين قاعدة الحدود وقاعدة التعازير: ٤/٢٠٢. انیس)

اور علامہ طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں کہ:

"ولا یصح". (تذکرة الموضوعات: ٢٤)(۱)

یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ طاہر علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ:

"لایصح". (الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة: ۹)

اور امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

"الأحادیث التی رویت فی تقبیل الأنامل وجعلها علی العینین عند سماع اسمه صلی الله علیه وسلم عن المؤذن فی کلمة الشهادة کلها موضوعات". (تیسیر المقال وغیره)(۲)

(یعنی) موذن سے کلمۂ شہادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کے متعلق جو حدیثیں نقل کی جاتی ہیں وہ سب موضوع یعنی غلط اور بناوٹی ہیں۔

موضوع حدیث پر عمل ناجائز ہے اور ضعیف حدیث پر بچند شرائط عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بحوالہ حافظ حدیث علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ زیادہ ضعیف نہ ہو اور اس پر عمل کرنے والوں کا اعتقاد نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے"۔ (القول البدیع: ۱۹۵)

اور شیخ الاسلام ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ!

"اگر حدیث ضعیف ہو، موضوع نہ ہو تو عمل جائز ہے، لیکن اگر اس سے دین میں کوئی شعار یعنی امتیازی علامت قائم ہوتی ہو (جیسے کرنے والے کو سنی، حنفی اور نہ کرنے والے کو وہابی کہا جانے لگے) تو اس پر عمل کرنا ممنوع ہو جائے گا"۔ (احکام الاحکام: ۱/۵۱)

اور علامہ شاطبی فرماتے ہیں کہ!

"بعض اعمال فی نفسہ جائز؛ بلکہ مستحب ہوتے ہیں؛ مگر حیثیت بدل جانے سے، یا بدل جانے کے خوف سے لائق ترک بن جاتے ہیں"۔ (الاعتصام: ۲/۹۲)

---

(۱) تذکرة الموضوعات، باب الأذان ومسح العینین فیه ونحوه: ١/٢٤. انیس

(۲) مسح العینین بباطن أنملة السبابتین أو ظفری إبهامیه ومسحهما علی عینیه عند سماع کلمة الشهادة من المؤذن، لاأصل له فی المرفوع نعم یرویٰ عن بعض السلف. (الجدالحثیث فی بیان مالیس بحدیث، باب المیم: ١/٢٠٩. انیس)

اورحضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریف دین کے اسباب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

وأن يلتزم السنن والآداب كالتزام الواجبات، یعنی دین میں ایک تحریف یہ بھی ہے کہ سنن اور مستحبات کو واجب کی طرح لازم وضروری قرار دے لیں۔ (حجۃ اللہ البالغۃ:۱/۲۶۱)

تحریر بالا سے انگوٹھے چومنے کی شرعی حقیقت اور حیثیت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے؛ آپ کے بھیجے ہوئے فتاویٰ کی نقل میں بعض حوالات غلط ہیں اور بعض کتابیں مثلاً فتاویٰ صوفیہ، جامع الرموز، کنز العباد، خزانۃ الروایات اور شرح مختصر وغیرہ غیر معتبر ہیں، علامہ برکلی، علامہ عصام الدین، علامہ جلال الدین مرشدیؒ، علامہ ملاّ علی قاریؒ اور علامہ ابن عابدین شامی نے ان کتابوں کے حوالے سے فتوے لکھنے کی ممانعت فرمائی ہے جب تک معتبر کتابوں سے کسی مسئلہ کی تائید نہ ہوتی ہو۔ (دیکھئے مقدمہ مفید المفتی:۹۴-۹۵)

اب آخر میں فرقہ رضاخانی کے بانی مبانی اور بریلی پارٹی کے حضور پرنور امام اہل سنت مجدد دین وملت، شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت مولانا الحاج القادری الشاہ احمد رضا خان بریلوی کی تحقیق اور آپ کا واضح فیصلہ پیش کرتا ہوں، غور سے ملاحظہ ہو فرمایئے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب سے پوچھا گیا کہ:

مسئلہ: اکثر وبیشتر مخلوق خدا کا طریقہ ہے کہ اذان اور فاتحہ خوانی یعنی پنجایت پڑھنے کے وقت (ختم اجتماعی) انگوٹھے چومتی ہے اور علما بھی درست بتلاتے ہیں اور حدیث شریف سے ثابت کر دکھلاتے ہیں، تو یہ قول درست ہے یا نہیں؟

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے جواب کا اصل اور ضروری حصہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے، ملاحظہ فرمایئے؟

الجواب: اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگوٹھوں کے ناخون چومنا، آنکھوں پر رکھنا، کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں، یہ جو کچھ اس میں روایت کیا جاتا ہے، کلام سے خالی نہیں، پس جو اس کے لئے ثبوت مانے یا اسے مسنون یا موکد جانے یا نفس ترک کو باعث زجر وملامت کہے وہ بے شک غلطی پر ہے، ہاں بعض احادیث ضعیفہ مجروحہ میں تقبیل وارد ہے ——— اور بعض کتب فقہ میں مثلاً جامع الرموز، شرح نقایہ وفتاویٰ صوفیہ، وکنز العباد وشامی حاشیہ درمختار کہ اکثر ان میں مستندات علمائے طائفہ اسماعیلیہ سے ہیں، وضع ابہامین کو مستحب بھی لکھ دیا۔ (ابرالمقال فی استحسان قبلۃ الاجلال، ص:۱۱-۱۲)

مذکورہ بالا کتب کنز العباد، جامع الرموز، فتاویٰ صوفیہ، شامی وغیرہ میں جو انگوٹھے چومنے کو مستحب لکھا ہے، اس کو بھی مولانا احمد رضا خاں صاحب نے پسند نہیں کیا۔ آگے تحریر کرتے ہیں کہ ''پس حق اس میں اس قدر ہے کہ جو کوئی بامید زیادتی روشنائی بصر مثلاً از قبیلہ اعمال مشائخ جان کر یا بتوقع فضل ان کتب پر لحاظ اور ترغیب وارد پر نظر رکھ کر بے اعتقاد

سنیت فعل وصحت احادیث وشناعت ترک اسے عمل میں لائے، اس پر بنظر اپنے نفس فعل واعتقاد کے خیر کچھ مواخذہ بھی نہیں کہ فعل پر حدیث صحیح نہ ہونا اس فعل سے نہی ومنع کو مستلزم نہیں ــــــــ اور پنچایت (فاتحہ خوانی) کے وقت اس فعل کا ذکر کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا، اور فقیر کے نزدیک بر بنائے مذہب ارجح واصح غالباً ترک زیادہ انسب والیق ہونا چاہئے۔ (ابرالمقال فی استحسان قبلۃ الاجلال: ۱۲، ۱۳۔ ۱۳۳۸ھ، حسنی پریس بریلی میں طبع ہوئی ہے۔)

مذکورہ فتوے کا حاصل یہ کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک مجلس فاتحہ خوانی جیسے موقع پر انگوٹھے چومنے کا ثبوت کسی بھی کتاب میں نہیں ہے، اس لئے ان کا نظریہ یہ ہے کہ نہ چومنا ہی زیادہ مناسب ہے۔

اور یہ بات کہ اذان کے وقت انگوٹھا چومنا ثابت ہے، اس کے متعلق بھی وہ فرماتے ہیں کہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور اس شخص کو غلطی پر مانتے ہیں جو اس کا قائل ہو کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے یا جو شخص نہ چومنے کو برا سمجھے، صرف آنکھ کی روشنی کے علاج کے لئے مانتے ہیں، سنت نہیں سمجھتے اور ان احادیث کو ضعیف اور مجروح مانتے ہیں، جن میں اذان کے وقت چومنے کی کوئی فضیلت آئی ہے اور چومنے کی اجازت اس شرط پر دیتے ہیں کہ!

(۱) سنیت کا اعتقاد نہ ہو۔

(۲) اس کے بارے میں جو حدیث ہے، اس کو صحیح نہ سمجھے۔

(۳) نہ چومنے والے کو برا نہ جانے وغیرہ۔

یہ ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک مسئلہ کی حقیقت! جس کو سنی وہابی بلکہ کفر واسلام کی علامت ونشانی بتایا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۱/ ۵۸-۶۳) ☆

☆ **اذان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے وقت انگوٹھا چومنا:**

سوال: جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیا جائے اس وقت ہم دل سے درود شریف پڑھتے ہیں لیکن انگوٹھا نہیں چومتے۔ اس لئے بہت سے برادران اسلام وہابی کہتے ہیں۔ اور ایک دوست نے "ھدیۃ الحرمین" نامی گجراتی کتابچہ دیا ہے، اس میں ہے کہ جب اسم مبارک کا ذکر آوے، تو انگوٹھا چومنا چاہئے۔ اس کتاب کے حوالے یہ ہیں:

(۱) مسند الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق سے حدیث ہے کہ اذان میں "أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ" سنا، تو ہم نے شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروے چومے اور آنکھوں سے لگائے۔

(۲) "کتاب معارج النبوۃ" اور "فتاویٰ جواہر" میں بھی حضرت آدم علیہ السلام نے بوسہ دیا وغیرہ لکھا ہے۔ ==

==(۳) حضرت امام حسنؓ کی روایت ہے کہ جو آدمی اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنکر دونوں ابہام کو بوسہ دیکر آنکھوں پر رکھے گا تو وہ اندھا نہ ہوگا اور اس کی آنکھیں کبھی درد نہ کریں گی۔ (نور العینین)

علاوہ ازیں دیگر حوالجات کتب لکھے تھے مگر آپ واقف ہوں گے۔ لہذا حوالے نہیں لکھے ہیں۔ خلاصہ فرمائیں؟

الجواب

آپ ٹھیک کرتے ہو، سنت طریقہ یہی ہے۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنکر یا لیکر درود شریف پڑھنے کی فضلیت اور تاکید احادیث صحیحہ میں آئی ہے۔ مشکوۃ میں ہے، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علیّ". (۸۷) (سنن الترمذی، باب: ۱۰۱ (ح: ۳۵٤٦) / السنن الکبریٰ للنسائی، من البخیل (ح: ۹۸۰۲) / عمل الیوم واللیلة للنسائی، من البخیل (ح: ۵۷) / شعب الإیمان، تعظیم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم (ح: ۱۴۶۵) / مشیخة قاضی المارستان، أبو الغنائم محمد بن أبی عثمان الدقاق (ح: ٤۱۹) انیس)

حقیقت میں بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

اور فرمایا:

"رغم أنف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علیّ. (۸٦) (مسند الإمام أحمد، مسند أبی ہریرة (ح: ۷٤۵۱) / سنن الترمذی، باب: ۱۰۱ (ح: ۳۵٤۵) انیس)

ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا تذکرہ ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

نوٹ: ایک ہی مجلس میں کئی مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا یا سنا جائے تو اس کے بارے میں فتویٰ یہ ہے کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے، پھر بعدہ مستحب ہے۔ مگر تقبیل ابہام کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ بدعتیوں کی ایجاد ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد". (الصحیح لمسلم: ۷۷/۲ رقم الحدیث: ۱۷۱۸)

جو کوئی ایسا کام کرے جس کے متعلق ہمارا فرمان نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔

عن نافع أن رجلاً عطس إلی جنب ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما. فقال: "الحمد للّٰہ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ". فقال ابن عمر. رضی اللّٰہ عنھما: وأنا أقول "الحمد للّٰہ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ" ولیس ھکذا علمنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، علمنا أن نقول: " الحمد للّٰہ علیٰ کل حال". (سنن الترمذی: ۱۵۳/۲، رقم الحدیث: ۲۷۳۸، باب مایقول العاطش إذا عطس)

حضرت ابن عمر کے سامنے ایک آدمی نے چھینک کر الحمد للّٰہ کے ساتھ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ کی زیادتی کی، تو ابن عمر نے اس زیادتی کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ کہتا ہوں؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایسی تعلیم نہیں دی، ہم کو چھینک پر " الحمد للّٰہ علیٰ کل حال"، سکھلایا ہے۔ ==

== صرف اذان کے وقت جب مؤذن "أشهد أن محمدًا رسول الله" بار دیگر کہے، تو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخن کو آنکھ پر رکھنے کے متعلق بعض عالموں نے لکھا ہے، مگر اول تو ایسی روایتوں کے حوالہ سے لکھا ہے، جو ضعیف ہیں، جن سے استدلال درست نہیں۔ اس کے علاوہ بطور عبادت نہیں، بلکہ اس کو آنکھ کے مرض کا علاج بتایا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص تعظیم کے طور پر نہیں۔ (مقاصد حسنہ) (المقاصد الحسنة للسخاوی، حرف المیم: ١/٦٠٦. انیس)

اب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص تعظیم اور دین اور سنت مقصودہ سمجھ کر کرتے ہیں اور نہ کرنے والے کو وہابی سے طعن کیا کرتے ہیں؛ لہذا یہ بھی مکروہ ومنع ہے۔ اعتصام میں ہے:

" ثم اقتحمت الصحابة ترک السنة حذرًا من أن يضع الناس الأمر علٰى غير وجهه فيعتقدونها فريضة (إلٰى) والرابع من باب الذرائع وهو أن يكون العمل فى أصله معروفًا إلا أنه يتبدل الاعتقاد فيه مع طول العهد بالذكرى". (٤٩١/٢) (الاعتصام للشاطبی، فصل ماجاء فی الأحاديث فی ذم البدع وأهلها: ٩٩/١. ت: الهلالی، انیس)

خلاصہ یہ ہے کہ بعض عمل فی نفسہ جائز بلکہ مستحب ہوتے ہیں، مگر اس کی حیثیت بدل جانے یا بدل جانے کے اندیشہ کی وجہ سے وہ قابل ترک ہوتا ہے۔

دیکھئے! امور خیر کو جانب یمین سے شروع کرنا مستحب ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں اس کا کافی اہتمام دیکھ کر واجب سمجھ لینے کے ڈر سے مکروہ ہونے کا حکم لگایا۔

قال ابن المنير: فيه أن المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها لأن التيامن مستحب فى كل شيء أى من أمور العبارة لكن لما خشى ابن مسعود أن يعتقدوا وجوبه أشار إلٰى كراهته". والله أعلم (فتح البارى شرح البخارى: ٢٨١/٢)

" وكل مباح أدى إلٰى هذا فهو مكروه حتى أفتٰى بعض الفقهاء حين شاع صوم أيام البيض فى زمانه بكراهته لئلا يؤدى إلى اعتقاد الواجب مع أن صوم أيام البيض مستحب". (مجالس الأبرار: ٢٩٩/م: ٥٠)

اور جو امر مباح اس حد تک پہنچ جائے کہ لوگ اس کو ضروری اور واجب کے درجہ میں سمجھنے لگیں (اور نہ کرنے والوں پر طعن کرنے لگیں) وہ مکروہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض فقہا نے جب ان کے زمانے میں ایام بیض کے روزوں کا زیادہ اہتمام ہونے لگا تو اس کے مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا تا کہ واجب اعتقاد کر لینے تک نوبت نہ پہنچ جائے باوجودیکہ ایام بیض کے روزے مستحب ہیں۔

فقہ کا متفقہ اور مسلمہ قانون ہے کہ مستحب کو اس کے درجہ سے بڑھا دیا جائے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

"واستنبط منه: أن المندوب ربما ينقلب مكروهاً إذا خيف أن يرفع عن رتبته". (مجمع البحار: ٢٤٤/٢)

اگر کسی کی نیت واعتقاد غلط نہ ہو، پھر بھی دوسروں کے عقیدہ کو فساد کے خوف سے اور اہل بدعت کی مشابہت کی وجہ سے منع کیا جائے گا کیونکہ یہ تو بدعتیوں کا ایک شعار بن گیا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مهما صارت السنة شعارًا لأهل البدعة قلنا يتركها خوفاً عن التشبه بهم". (إحياء العلوم: ٢٧٠/٢)

جب کوئی سنت بدعتیوں کا امتیازی شعار بن جائے تو ہم ان کے مشابہہ بن جانے کے خوف سے اس کے ترک کرنے کا حکم دیں گے۔ ==

== آپ نے جو احادیث لکھی ہیں، ان کے متعلق میں کچھ ذکر کروں بجائے اس کے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تحقیق اور خلاصہ پیش کر دینا بہتر ہے، وہ آپ اور آپ کے دوست احباب کے لئے زیادہ اطمینان بخش ہوگا۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا فتویٰ:

مسئلہ: (السوال) اکثر مخلوق خدا کا یہ طریق ہے کہ وقت اذان اور وقت فاتحہ خوانی یعنی پنچایت پڑھنے کے وقت انگوٹھے چومتے ہیں اور علما بھی درست بتلاتے ہیں اور حدیث شریف سے ثابت کرتے ہیں، آیا یہ قول درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھوں کے ناخن چومنا آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ جو کچھ اس میں روایات کیا جاتا ہے، کلام سے خالی نہیں۔ پس جو اس کے لئے ایسا ثبوت مانے یا اسے مسنون ومؤکد جانے یا نفس ترک کو باعث زجر وملامت کہے، وہ بیشک غلطی پر ہے۔ ہاں بعض احادیث ضعیفہ مجروحہ میں تقبیل وارد ہے۔

أخرجه الديلمي في مسند الفردوس وأورده الإمام السخاوي في المقاصد الحسنة والعلامة خير الدين الرملي في حواشي البحر الرائق وذكره العلامة الجراحي فأطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من هذا شيء كما اثره المحقق الشامي في رد المحتار. (باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ۳۹۸/۱، انیس)

اور بعض کتب فقہ میں مثل جامع الرموز شرح نقایہ وفتاویٰ صوفیہ وکنز العباد وشامی حاشیہ درمختار کے! اکثر ان میں مستندات علماء طائفہ اسماعلیہ سے ہیں۔ وضع ابہامین کو مستحب بھی لکھ دیا۔

فاضل قہستانی شرح مختصر وقایہ میں لکھتے ہیں:

واعلم أنه يستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" وعند سماع الثانية منها "قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" ثم قال "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين فإنه صلى اللّٰه عليه وسلم يكون قائدًا له إلى الجنة كما في كنز العباد انتهٰى. (جامع الرموز، كتاب الصلاة، فصل الأذان: ۷۰، ط: مظهر العجائب كلكته. انيس)

ردالمحتار حاشیہ درمختار میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں:

"**ونحوه في الفتاوىٰ الصوفية**". (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تتمة: ۳۹۸/۱، انيس)

پس حق اس میں اس قدر کہ جو کوئی بامید زیادت روشنی بصر مثلاً از قبیل اعمال مشائخ جان کر یا بتوقع فضل ان کتب پر لحاظ اور ترغیب وارد پر نظر رکھ کر بے اعتقاد سنیت فعل وصحت حدیث وشناعت ترک اسے عمل میں لائے اس پر نظر اپنے نفس فعل واعتقاد کے! خیر کچھ مواخذہ بھی نہیں کہ فعل پر حدیث صحیح نہ ہونا اس فعل سے نہی ومنع کو مستلزم نہیں۔ (ابرالمقال فی استحسان الاجلال: ۱۰-۱۲)

مذکور فتویٰ کا خلاصہ:

مولوی احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک اذان کے علاوہ فاتحہ خوانی وغیرہ مواقع پر تقبیل ابہامین کا کسی کتاب سے ثبوت نہیں ہے، لہذا وہ مانتے ہیں کہ نہ چومنا ہی زیادہ مناسب ہے۔ ==

اذان میں انگوٹھے چومنے کا مسئلہ:

سوال: اذان کے دوران جب مؤذن "أشهد أن محمدًا رسول الله" پڑھے، تو سننے والوں کے لئے اس وقت انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

الجواب

صرف اذان کے وقت جب اذان ہو رہی ہو تو "أشهد أن محمدًا رسول الله" کے سننے پر شفاء عینین کے حصول کے لئے بغیر نیت ثواب اور سنت، واجب سمجھنے کے انگوٹھے چومنا جائز ہے، اگرچہ بعض نے مستحب لکھا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ عمل صرف اذان کے ساتھ خاص ہے، دیگر مقامات میں نہیں۔

قال العلامة ابن عابدين تحت (قوله: ويدعوا، الخ... (تتمة):

يستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة، "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"، وعند الثانية منها، "قَرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" ثم يقول "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين فإنه عليه السلام يكون قائدًا له إلى الجنة. (رد المحتار: ٣٩٨/١، باب الأذان)(١)

(فتاویٰ حقانیہ: ٦٢/٣)

اذان کے وقت انگوٹھے چومنا روایت صحیحہ سے ثابت نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر لوگ "أشهد أن محمدًا رسول الله" کو اذان کے دوران سننے پر اپنے انگوٹھے چومتے ہیں اور آنکھوں پر لگاتے ہیں، یہ کام بعض لوگ سنت

== اذان کے وقت بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں مانتے اور چومنے کو مسنون اور حدیث کو صحیح کہنے والے کو اور سمجھنے والے کو نیز نہ چومنے والے کو برا ماننے والے کو غلطی پر سمجھتے اور مانتے ہیں۔ اذان کے وقت چومنے کی احادیث کو ضعیف اور مجروح مانتے ہیں اور شرائط ذیل سے چومنے کی اجازت دیتے ہیں۔

(١) مسنون کا عقیدہ نہ رکھے۔　(٢) اس کے متعلق جو حدیث وارد ہے اس کو صحیح نہ سمجھے۔

(٣) نہ چومنے کو برا نہ جانے۔

یہ ہے مسئلہ کی سچی حقیقت، جس کو سنی وہابی بلکہ اسلام وکفر کی علامت بنالی گئی ہے۔ افسوس صد افسوس۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ٣٠٣/٢-٣٠٨)

(١) قال العلامة الشيخ السيد أحمد الطحطاوي: يستحب أن يقول عند سماع الأولى من الشهادتين للنبي صلى الله عليه وسلم "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"، وعند سماع الثانية "قَرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"، "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ"، بعد وضع إبهاميه على عينيه. (الطحطاوي حاشية مراقي الفلاح: ٦٥، باب الأذان)

سمجھتے ہیں اور استدلال میں روایات ذکر کرتے ہیں جن کو مظاہر حق والے نے روایت کیا ہے، حالانکہ یہ خلاف سنت رسم ہے، اس کو چھوڑ دینا چاہئے اور جس حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے، اس کو علامہ ابن طاہر نے تذکرہ میں کہا ہے کہ وہ صحیح نہیں۔(فوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة،ص:٥،مؤلفة علامة شوكانی)

الغرض یہ کام کرنا کیسا ہے؟ سنت یا خلاف سنت یا بدعت؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: مولانا رحیم اللہ اضاخیل، نوشہرہ......۱۷ر جولائی ر۱۹۷۵ء)

الجواب

یہ مخصوص تقبیل اگر چہ علاجاً جائز ہے، لیکن ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے اور چونکہ موجودہ وقت میں عوام اس کو ثواب کی نیت سے کرتے ہیں، لہٰذا فتویٰ نہ کرنے کا دیا جائے گا۔

"**لأن حديث الصديق لايصح رفعه**. (كما فی المصنوع فی أحاديث الموضوع،ص: ٢٥،والفوائد المجموعة،ص:٩)

وعدم صحة الرفع لايستلزم صحة الموقوف بل لا بد من المراجعة إلى الإسناد وكذا ما نقل عن الخضر عليه السلام ليس بحجة وفی سنده مجاهيل مع الانقطاع. (بوادر،ص:٤٠٩)(١)

وما فی كنز العباد وغيره من كتب الفقه فبناء علىٰ تلك الروايات دون النقل عن الأئمة. (٢)

فافهم وتدبر . (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۸۶-۱۸۷)

(١) قال الشيخ أشرف على التهانوی: قلت أورد صاحب المقاصد فی الباب عدة أقسام من الروايات المرفوع من حديث أبی بكر الصديق عن الديلمی ثم قال: لا يصح ، وقال أيضاً ولايصح فی المرفوع من كل هذا شیء والمنقول عن الخضر عليه السلام عن كتاب موجبات الرحمة وعزائم المغفرة لأبی العباس أحمد بن أبی بكر الرداد اليمانی المتصوف بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه (فلم يصح)والموقوف على الحسن عن الفقيه محمد بن سعيد الخولانی بسنده والمنقول عن المشائخ كمحمد بن البابا والمجد أحد القدماء من المصريين وبعض شيوخ العراق أوالعجم و ابن صالح ومحمد بن أبی نصر البخاری أقوالهم وورد فی فضله فی الأول فقد حلت عليه شفاعتی وفی سائرها حفظ العين عن الرمد والعمی ودم الألم عنها ملخص ما فی المقاصد أما حكم هذا الفعل فظاهر وهو أنه إن فعل باعتقاد الثواب الذی لم يثبت دليله كان بدعة وزيادة فی الدين وأكثر من يفعله فی زماننا اعتقادهم كذلك فلاشك فی كونه بدعة وإن فعل بنية الصحة البدنية فهو نوع من الطب فيجوز فی نفسه لكن لو أقصىٰ إلىٰ إيهام القربة كما هو المظنون من العوام فی هذا الزمان يمنع منه مطلقاً.(بوادر النوادر،ص:٤٠٨-٤٠٩، چونتيسواں نادره درمسح عينين بالأنامل عند الأذان)

(٢) وفی منهاج السنن:وأما تقبيل ظفر الإبهامين فقد ذكر فی جامع الرموز وكنز العباد والفتاویٰ الصوفية أن يقول عند السماع الأولى من شهادتی الرسالة : "صلى الله تعالىٰ عليك يا رسول الله" ==

اذان میں ''انگوٹھا چومنے'' کے متعلق مفصل گفتگو:

سوال: علمائے دیوبند مفتیان کرام سے درخواست ہے کہ درمیان ''تقبیل ابہامین عندالاذان'' پر جوفتویٰ علماء مدارس کا پیش خدمت ہے،اس کے جواز پر محققانہ جواب ارسال کریں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اولاً تو کسی حدیث کا اصطلاح محدثین کے مطابق صحیح نہ ہونا دوسری چیز ہے اور کسی حدیث کا ثبوت صحیح نہ ہونا دوسری چیز ہے، دونوں میں خلط کرنا بڑا مغالطہ یا بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ثبوت صحیح نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا وجود کسی درجہ میں بھی نہیں ہے، نہ تو درجۂ حسان میں نہ درجۂ صحاح میں،غرض بالکل غیر معتبر ہے،اور کسی درجہ میں بھی دین شمار کرنا''من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد''(۱) میں داخل ہوگا، بدعت ہوگا۔

علامہ شامیؒ نے طویل کلام کر کے جو تحقیق نقل فرمائی ہے کہ!

''ولم يصح فی المرفوع من كل هذا شیء''.(ردالمحتار:۱/ ۳۷۰،باب الأذان،مطلب فی کراهة تکرار الجماعة)

اس کا مفہوم یہی ہے کہ اس کا ثبوت صحیح نہیں ہے۔لہذا اس کو سنت یا مستحب شرعی وغیرہ کا درجہ دینا صحیح نہ ہوگا۔

دوئمش جتنی اور عبارات جواب استفتا میں پیش ہیں،ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ عمل آشوب چشم میں مفید ہے اور اس پر بعض مشائخ کا تجربہ بھی ہے،اس کا درجہ بیش از بیش اباحت کا ثبوت ہوسکتا ہے اور فی زمانا لوگ اس کو سنت اور مستحب بلکہ واجب کا درجہ دیکر اور واجب جیسا ضروری کام سمجھ کر بھی کرتے ہیں اور نہ کرنیوالوں کو برا بھلا کہتے ہیں،ان

== وعند الثانية منها:'' قرت عينی بک يارسول اللّٰه'' ويقول:'' اللّٰهم متعنی بالسمع والبصر''بعد وضع ظفری الإبهامين علی العينين فمن فعله كان رسول اللّٰه قائده إلی الجنة.وفی كتاب الفردوس:من قبل ظفری إبهاميه عند سماع أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه فی الأذان أنا قائده و مدخله فی الجنة''.انتهٰی.قالوا لم يصح فی المرفوع فی هذا شیء نعم ورد ذلک فی أحاديث مرفوعة ضعيفة،فإن قيل الحديث الضعيف يكفی فی الفضائل قلنا:إنهم اشترطوا فی العمل بالضعيف شروطاً منها ما ذكره السيوطی والرملی أن لايعتقد سنية ذلک الفعل الثابت بالحديث الضعيف بل يعتقد الاحتياط.

وفی السعاية:فعلی هذا لوقبل الظفر احتياطاً أحياناً فلا بأس وإن التزمه واعتقده ضرورياً يشبه أن يكون مكروهاً فرب شیء مندوب مباح يكون بالتخصيص والالتزام مكروهاً انتهٰی قلت:وورد فی بعض الروايات فی فضل التقبيل أنه لا يصيبه الرمد والعمی كما فی المقاصد الحسنة للسخاوی،فعلی هذا لو قبل للصحة البدنية فلا بأس ولو قبل رجاء للثواب فلا خير فيه ويكون بدعة لعدم ثبوت هذه الروايات عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم،نعم يختص هذا بالأذان.(منهاج السنن شرح جامع السنن،باب ما يقول إذا أذن المؤذن:۲/ ۸۷)

(۱) الصحيح لمسلم،كتاب الأقضية،باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور (ح:۱۷۱۸) انيس

پر طعن وتشنیع تک کرنے لگتے ہیں، جس کا حاصل غیر واجب کو واجب قرار دینا ہے اور قاعدۂ شرعیہ یہ ہے کہ جب کسی امر مباح کے ساتھ لوگ واجب جیسا معاملہ کرنے لگتے ہیں، تو اس کا ترک واجب ہوجاتا ہے اور اس پر اصرار والتزام بدعت قرار دیا جاتا ہے۔ **كما يؤخذ من هذه الروايات.**

وعن عبد اللّٰه بن مسعود: " ألا لايجعل أحدكم للشيطان شيئاً من صلوٰته يرى أن عليه حقاً أن لاينصرف إلا عن يمينه، لقد رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كثيرًا ينصرف عن يساره". (مشكوة المصابيح، باب الدعاء في التشهد، رقم الحديث: ٩٤٦)(١)

في المرقاة عن الطيبي:

"من أصر علىٰ أمر مندوب وجعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاحتمال". (مرقاة المفاتيح شرح المشكوٰة: ٧٥٥/٢، باب الدعاء في التشهد)(٢)

اس لیے اس عمل میں شرعاً اس سے زیادہ گنجائش کسی طرح نہیں نکل سکتی کہ اگر کسی کی آنکھ میں آشوب ہو اور وہ یہ عمل کرے، تو اس پر نکیر نہ کی جاوے اور اسی طرح جو نہ کرے، اس پر بھی کوئی نکیر نہیں۔ نیز اس عمل کو سنت یا مستحب یا واجب کا درجہ ہرگز نہ دیا جاوے؛ ورنہ بدعت ہوکر کرنا ناجائز شمار ہوگا اور عند اللہ والرسول احداث فی الدین شمار ہوکر "**من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد**" کا ایک فرد شمار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیوبند۔ ١٠/٦/٧/١٤٨٧ھ/الجواب صحیح: محمود عفی عنہ۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ٩٧-٩٩) ☆

---

(١) أخرجه البخاري في باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال (ح: ٨٥٢)/مسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز الانصراف من الصلاة (ح: ٧٠٧)/وابن حبان في ذكر الإباحة أن يكون انصرافه (ح: ١٩٩٧)/ والإمام أحمد، في مسند عبداللّٰه بن مسعود (ح: ٣٦٣١)/وكذا الشاشي في المسند، ما روى الأسود بن يزيد أبو عمرو النخعي عنه (ح: ٤١٨)/الطبراني في المعجم الكبير (ح: ١٠١٦٢)انيس

(٢) كذا في شرح المشكوٰة للطيبي الكاشف عن حقائق السنن، باب الدعاء في التشهد: ١٠٥١/٣. انيس

☆ کتاب "جامع رموز" میں انگشت بوسی کے مسئلہ کی وضاحت:

سوال: انگشت چومنے والا کہتا ہے کہ کتاب "جامع رموز" میں انگشت چومنے کا حکم بتاتے ہوئے جائز لکھا ہے، تو یہ کتاب کیسی ہے، اس کا حکم کرنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

اس عمل کو بعض مشائخ نے آشوب چشم کا علاج بتایا ہے، اسی سے بعض کو دھوکہ لگ گیا ہے، سخاویؒ نے اس پر اچھی بحث کی ہے، سوائے قرآن پاک وحدیث کے اور کسی کتاب کی سب باتیں صحیح ہونا لازم نہیں ہے، جب تک دلائل شرعیہ سے اس کا صحیح ہونا ثابت نہ ہو، دلیل نہیں بنا سکتے۔ ==

''محمد رسول اللّٰہ'' پر ''صلی اللّٰہ'' الخ، کہنا کیسا ہے:

سوال: اذان وتکبیر میں جب لفظ'' محمد رسول اللّٰہ '' آتا ہے تو اذان کا کہنے والا ٹھہر کر ''صلی اللّٰہ علیہ وسلم'' کہتا ہے۔

الجواب

ایسا کہنا اذان میں ثابت نہیں ہے۔(۱)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۹۴)

== اسی درجہ کی '' جامع رموز'' بھی ہے،اس کے بعض مسائل ضعیف ہیں۔(وفی شرح الأشباه لشيخنا المحقق هبة اللّٰه البعلي قال شيخنا العلامة صالح الجنيني: إنه لايجوز الإفتاء من الكتب المختصرة كالنهر وشرح الكنز للعيني والدر المختار شرح تنوير الأبصار، أو لعدم الاطلاع على حال مؤلفيها كشرح الكنز لمنلا مسكين،وشرح النقاية للقهستاني.(ردالمحتار، مقدمة، تتمة، مطلب في طبقات المسائل وكتب ظاهر الرواية: ۱/۷۰.دارالفكر بيروت.انيس)

ومنها عدم الاطلاع على حال مؤلفه هل كان فقيهاً معتمداً أم كان جامعاً بين الغث والسمين وإن عرف اسمه واشتهر رسمه كجامع الرموز للقهستاني، فإنه وإن تداوله الناس لكنه لما لم يعرف حاله أنزل من درجة الكتب المعتمدة إلى حيز الكتب غير المعتبرة. (المدخل إلى دراسة المذاهب الفقهية،كتب الحنفية غير المعتبرة : ۱/۱۳۱. انيس) فقط واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔۸/۹/۱۳۸۷ھ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ ۹/۹/۱۳۸۷ھ۔
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔(نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول:۹۹)

(۱) عبداللّٰہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث میں اور دوسری کسی حدیث میں ''صلی اللّٰہ علیہ وسلم'' کا لفظ مذکور نہیں ہے۔عبداللّٰہ بن زید کی حدیث میں ہے:

تقول: اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، الخ. (فتح القدير، باب الأذان: ۱/۲۱۱)

پھر ''شرح المهذب للشافعية ''میں صراحت ہے:

والزيادة فى الأذان مكروهة. (البحر الرائق، باب الأذان: ۱/۲۷۵، ظفير)

يكره أن يقال فى الأذان ''حى على خير العمل'' لأنه لم يثبت عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وروى عن البيهقي فيه شيئًا موقوفاً على ابن عمر وعلى بن الحسين رضى اللّٰه عنهم، قال البيهقي: لم تثبت هذه اللفظة عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، فنحن نكره الزيادة فى الأذان، واللّٰه أعلم. (المجموع شرح المهذب، باب الأذان: ۳/۹۸)

... فأكره الزيادة فى الأذان، وأكره التثويب بعده. (كتاب الأم، باب حكاية الأذان: ۱/۱۰۴. انيس)

کتب مالکیہ میں ہے:

ثم ذكر أنه قيل: إن التثويب هو قول المؤذن: حى على خير العمل، لأنها كلمة زادها من خالف السنة من الشيعة. (مواهب الجليل شرح مختصر خليل، فرع التثويب بين الأذان والإقامة فى الفجر: ۱/۴۳۲. انيس)

اذان میں ’’محمد رسول اللّٰہ‘‘ پر درود پڑھنا کیسا ہے:

سوال: اذان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

اذان میں جب نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سنے؛ درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ پس جس وقت مؤذن سے کلمہ ’’أشهد أن محمدا رسول اللّٰه‘‘ سُنے خود بھی یہ کلمہ کہہ کر ’’صلی اللّٰه علیه وسلم‘‘ کہے۔(۱)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۱/۲)

اذان میں درود شریف، شہادت رسالت کے بعد پڑھنا:

سوال: اذان واقامت میں جب لفظ ’’أشهد أن محمدًا رسو ل اللّٰه‘‘ سنے تو درود شریف سامع پر واجب ہوگا یا مستحب؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اذان واقامت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ منقول ہے اور نہ معمول، بلکہ اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم بھی وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے۔ پھر اذان کے بعد پہلے درود شریف پڑھو، پھر دعا۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضی اللّٰه تعالیٰ عنه أنه سمع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول:’’ إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علیّ فإنه من صلی علیّ صلوٰة صلی اللّٰه

(۱) اذان میں تو ’’أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه‘‘ کے جواب میں ’’أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه‘‘ کی صراحت ہے۔ مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا قال المؤذن ’’اللّٰه أکبر،اللّٰه أکبر‘‘فقال أحدکم:’’اللّٰه أکبر،اللّٰه أکبر‘‘ثم قال:’’أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه‘‘ قال: ’’أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه‘‘،ثم قال’’ أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه‘‘، قال:’’أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه‘‘.(الصحیح لمسلم،باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه،عن عمر بن الخطاب (ح: ٣٨٥)/سنن أبی داؤد،باب مایقول إذا سمع المؤذن (ح:٥٢٧)/السنن الکبریٰ للنسائی،مایقول إذا قال المؤذن حی علی الصلاة (ح:٩٧٨٥)

البتہ اذان کے ختم پر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

’’إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول، ثم صلوا علیّ فإنه من صلّی علیّ صلوٰة صلّی اللّٰه علیه بها عشرًا‘‘..(الصحیح لمسلم،باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه (ح:٣٨٤) واللّٰه أعلم.ظفیر)

علیـه بها عشرًا ثم سلوا اللّٰه لی الوسیلة فإنه منزلة فی الجنة لاتنبغی إلا لعبد من عباد اللّٰه و أرجو أن أکون أنا هو فمن سأل لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة ''.(الصحیح لمسلم: ١٦٦/١ (ح: ٣٨٤)

و أما ما قیل من أنه یستحب أن یقول عند سماع الأولٰی من الشهادتین ''صلی اللّٰه علیک یا رسول اللّٰه'' الخ، فلم یصح فی المرفوع من کل هذا شیء. کذا فی الشامیة معزیًا إلی الجراحی. (رد المحتار، باب الأذان: ٣٧٠/١، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة، تتمة) فقط

١٤/ جمادی الآخرہ ١٣٩٣ھ - (احسن الفتاویٰ: ٢/ ٢٧٨-٢٧٩) ☆

کلمۂ شہادت کے بعد آہستہ درود پڑھنا:

سوال: ایک شخص اذان دیتا ہے اور ''أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه'' کہنے کے بعد ہی آہستہ (صلی اللّٰه علیه وسلم) درود پڑھتا ہے، تو اذان کے دوران اس جگہ درود پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اگر درست نہیں ہے تو وضاحت بھی بتا دیجئے ؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ''جو شخص میرا نام آنے پر درود نہ پڑھے، اس پر لعنت ہے''، یہ مؤذن کا قول ہے۔

☆ اذان میں شہادتین پر درود کا معمول بنالینا:

سوال: ایک شخص اذان دیتا ہے اور اذان کا یہ کلمہ ''أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه'' کے بعد معمول کے مطابق وقف کرتا ہے اور اس وقفہ کے دوران صلعم آواز سے ادا کرتا ہے کہ بذریعہ لاؤڈ اسپیکر کم از کم دوسو قدم تک لوگوں کو سنائی دیتا ہے تو کیا مؤذن کا یہ طرز عمل اور مستقلاً اس کو معمول بنالینا شرعاً درست ہے؟

هــو المصــوب

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مؤذنین یعنی حضرت بلال، عبداللہ بن ام مکتوم، حضرت سعد اور ابو محذورۃ رضی اللہ عنہم سے اذان دینے کا جو طریقہ منقول ہے، اس میں اس طرح کا کوئی عمل نہیں پایا جاتا ہے، حالانکہ سب صحابی ہیں۔ ان کی اذان کے کلمات حرف بہ حرف صحیح روایتوں میں ہیں۔ کسی سے اذان کے درمیان صلعم بآواز بلند ثابت نہیں ہے۔ (الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب صفة الأذان، رقم الحدیث: ٣٧٩/ سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب کیف الأذان، رقم الحدیث: ٤٩٥)

درود شریف کا ثبوت اذان کے بعد ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول، ثم صلوا علیّ فإنه من صلّی علیّ صلوٰة صلّی اللّٰه علیه بها عشرًا، الخ. (الصحیح لمسلم، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه (ح: ٣٨٤) انیس)

تحریر: ساجد علی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ٣٧٤/١)

ھــو المـصــوب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن؛ حضرت بلال یا سعد قرظی وعبد اللہ بن ام مکتوم وغیرہ رضی اللہ عنہم سے؛ اس موقع پر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ثابت نہیں ہے۔(١)

درود شریف نہ پڑھنے پر لعنت اذان کے علاوہ موقع پر ہے۔

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ١/٣٧١-٣٧٢)

☆☆☆

(١) الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب صفة الأذان، رقم الحديث: ٣٧٩/سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب كيف الأذان، رقم الحديث: ٤٩٥)

عن عبدالله بن عمرو بن العاص أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا عليّ فإنه من صلّى عليّ صلٰوة صلّى الله عليه بها عشرًا، الخ. (الصحيح لمسلم، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه (ح: ٣٨٤)

مذکورہ حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ درمیان اذان درود شریف پڑھنے کا عمل قرون اولیٰ سے ثابت نہیں ہے۔ انیس